فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: حدیث: ''جس نے سیاہ خضاب لگایا، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ خَضَبَ بِالسَّوَادِ، سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''جس نے سیاہ خضاب لگایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ کر دے گا۔''

(مسند الشاميّين للطبراني : 652، الكامل لابن عدي : 3/222، الناسخ والمنسوخ لابن شاهين، ص : 462، ح : 614، الأمالي للشجري : 2/249-250)

اس کی سند ''ضعیف'' ہے۔ زہیر بن محمد خراسانی جمہور کے نزدیک ''ثقہ'' ہے، لیکن اس سے اہل شام کی روایت ''ضعیف'' ہوتی ہے۔

(تقريب التهذيب : 2049)

یہ روایت بھی اہل شام کی ہے، لہٰذا یہ جرح مفسر ہے اور روایت ''ضعیف'' ہے۔

❀ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''موضوع'' (من گھڑت) کہا ہے۔

(علل الحديث لابن أبي حاتم : 2/299)

سوال: حدیث صحیح مسلم: ''اس سفیدی کو بدل دیں اور سیاہی سے اجتناب کریں۔'' کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فتح مکہ والے دن سیدنا ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کے والدِ گرامی سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے۔ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال بالکل سفید تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سفیدی کو رنگ دیں، البتہ (بوڑھے کو) سیاہ رنگ دینے سے اجتناب کریں۔''

(صحيح مسلم : : 2102)

اس حدیث میں دو حکم ہیں اور دونوں استحباب پر محمول ہیں، ایک بال رنگنے کا اور دوسرا سیاہ خضاب سے بچنے کا۔ یہ حکم ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے انتہائی بڑھاپے کی بنا پر ارشاد ہوا، ان کے وجود پر سفیدی اس قدر غالب تھی کہ سیاہ رنگ انہیں کوئی فائدہ نہ دیتا۔

جس طرح بہت سارے اسلاف بالوں کو نہیں رنگتے تھے اور ان کے فہم و عمل کی بنا پر بالوں کو رنگنا فرض نہیں، اسی طرح اسلاف سیاہ خضاب لگاتے اور اس کی اجازت بھی دیتے تھے، لہٰذا اس بنا پہ سیاہ خضاب حرام نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے سیاہ خضاب لگا رکھا ہے، جیسا کہ کوئے کے پر، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، ابوعبداللہ! یہ کیا؟ تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا، امیر المومنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے جوان دیکھیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے انہیں منع کیا نہ معیوب جانا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 454/3، وسندهٗ حسنٌ)

دیکھئے ایک عمل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے متبع سنت خلیفہ کے سامنے آتا ہے، وہ اس پر متعجب ہو کر سوال تو کرتے ہیں، مگر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی وضاحت کے بعد خاموشی اختیار کرتے ہیں، انکار نہ تردید اور وضاحت بھی کیا ہے؟ بوڑھا نظر نہ آؤں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی اس عمل پر

خاموشی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ آپ بھی سیاہ خضاب جائز سمجھتے تھے۔

سوال: حدیث ہے: ''قرب قیامت کچھ لوگ آئیں گے، وہ سیاہ خضاب لگاتے ہوں گے، جنت کی خوشبو بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔'' اس کا مفہوم واضح فرما دیں۔

جواب: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آخری زمانہ میں ایک قوم کبوتر کے پوٹے جیسا سیاہ خضاب لگائے گی۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گی۔''

(سنن أبي داوٗد : 4213، سنن النسائي : 138/8، ح : 5078، مسند الإمام أحمد : 273/1، المعجم الكبير للطبراني : 413/12، تاريخ ابن أبي خيثمة : 909، المختارة للضياء المقدسي : 233/10، ح : 244، شرح السنة للبغوي : 3180، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ مسند اسحاق بن راہویہ (كما في [النكت الظراف على الأطراف لابن حجر : 424/4]) میں الفاظ ہیں:

''وہ اپنی ڈاڑھیوں کو سیاہ خضاب لگائیں گے۔''

بعض لوگ اس حدیث سے سیاہ خضاب کی ممانعت و حرمت پر دلیل لیتے ہیں، لیکن ان کا یہ استدلال کمزور ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلافِ امت اور محدثین کرام میں سے کوئی بھی سیاہ خضاب کی ممانعت و حرمت کا قائل نہیں۔ دوسری یہ کہ اہل علم نے اس حدیث کا یہ معنی و مفہوم بیان نہیں کیا، بلکہ بعض اہل علم نے اس سے سیاہ خضاب کی حرمت پر استدلال کا ردّ کیا ہے۔

❁ مشہور محدث، امام ابوبکر ابن ابوعاصم رحمہ اللہ (۲۸۷ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں سیاہ خضاب کی کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔ اس میں تو ایک قوم کے بارے میں خبر دی گئی ہے، جن کی نشانی یہ ہوگی۔''

(فتح الباري لابن حجر : 354/10)

❁ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

''اس سے سمجھ آتا ہے کہ وہ قوم اپنے حرام و ناجائز افعال کی بنا پر مذموم ہوگی۔ سیاہ خضاب فی نفسہٖ مذموم نہیں ہے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ خضاب لگاتے رہے، ان میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔''

(شرح مشكل الآثار : 313/9، ح : 3699)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

''آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے سیاہ خضاب استعمال کیا ہے۔ ان میں سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ بہت سے تابعین کرام بھی ایسا کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے اسے اس لیے مکروہ سمجھا ہے کہ اس میں ایک قسم کا دھوکا ہے۔ رہی یہ بات کہ سیاہ خضاب کے ذریعے دھوکے کا ارادہ نہ بھی ہو تو اس کا استعمال حرمت کے درجے تک پہنچ جائے اور اس کے استعمال کنندہ پر جنت کی خوشبو سے بھی محرومی کی وعید صادق آجائے، تو یہ بات آج تک کسی اہل علم نے نہیں کہی۔ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس معنی کا احتمال ہے کہ وہ اپنے کسی غلط عقیدے یا عمل کی بنا پر جنت کی خوشبو سے محروم رہیں گے، سیاہ خضاب کی بنا پر نہیں۔ یہ خضاب تو ان کی ایک نشانی ہے جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پہچان کے لیے بتلائی ہے، جس طرح خارجیوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ ان کی نشانی سر کے بالوں کو منڈانا ہے۔ اس کے باوجود سر کے بالوں کو منڈانا حرام نہیں۔''

(الموضوعات : 55/3)

ثابت ہوا کہ مذکورہ حدیث میں موجود وعید سیاہ خضاب کی وجہ سے نہیں، ورنہ ''آخری زمانے'' کی قید کا کیا معنی؟ سیاہ خضاب کا استعمال کرنے والے تو صحابہ کرام سے لے کر ہر دور میں موجود رہے!!!

❁ علامہ محمد عبدالرحمٰن، مبارک پوری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے سیاہ خضاب کے مکروہ ہونے کی دلیل لینا صحیح نہیں۔''

(تحفة الأحوذي: 55/3)

(سوال): روایت: ''زرد خضاب مومن کا ہے، سرخ خضاب مسلمان کا ہے اور سیاہ خضاب کافر کا ہے۔'' کی تحقیق درکار ہے۔

(جواب): یہ روایت الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم (۱۸۵/۴)، معجم کبیر طبرانی (۱۴۱۱۸) اور مستدرک حاکم (۶۲۳۹) وغیرہ میں آتی ہے۔ یہ سخت منکر روایت ہے۔ ابوعبد اللہ قرشی مبہم و نامعلوم ہے۔

❁ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث منکر ہے، بلکہ من گھڑت سی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ابوعبداللہ قرشی کی کاروائی ہے۔''

(الجرح والتّعديل: 185/4)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(مختصر تلخيص الذهبي: 762)

(سوال): حدیث: ''سیاہ خضاب لگانے والے کی طرف روز قیامت اللہ تعالیٰ (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔'' کا کیا حکم ہے؟

(جواب): عامر شعبی، رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ إِلٰى مَنْ يَّخْضِبُ بِالسَّوَادِ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''جوسیاہ خضاب لگاتا ہے، روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔''

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد :340/1)

یہ روایت سخت ''ضعیف'' ہے۔

① روایت ''مرسل'' ہے، عامر شعبی تابعی ہیں اور براہ راست نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں۔

② لیث بن ابی سلیم جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''مختلط و مدلس'' ہے۔

③ عبدالرحمٰن بن محمد محاربی ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

سوال: روایت : ''سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے لگایا۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت الغرائب الملتقطہ لابن حجر (۲۰۲/۱) اور الدر المنثور للسیوطی (۲۸۲/۱) میں آتی ہے۔ سند سخت ضعیف ہے۔

① منصور مولیٰ عمار وضاع (جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا) ہے۔

② عبداللہ بن موسیٰ اخلمی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

اس میں اور بھی علتیں ہیں۔

تنبیہ:

امام مجاہد رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

''سب سے پہلے کالا خضاب فرعون نے لگایا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 556/12)

اس کی سند ضعیف ہے۔اس میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

الاوائل لابی عروبہ (۳۳) میں سفیان نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے، مگر یہ سند سفیان بن وکیع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(سوال): روایت: ''اللہ تعالیٰ بوڑھے سیاہ خضاب لگانے والے سے بغض کرتا ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت الکامل لابن عدی (۸۵/۴) اور الغرائب الملتقطہ لابن حجر (۵۲۰/۲) میں آتی ہے۔اس کی سند سخت ضعیف ہے۔اس میں رشدین بن سعد متروک اور منکر الحدیث ہے۔

(سوال): حدیث: ''میں انگارے یا تلوار پر چلوں یا اپنے پاؤں سے جوتا گانٹھوں، یہ مجھے محبوب ہے کہ میں مسلمان کی قبر پر چلوں۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): یہ روایت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنن ابن ماجہ (۱۵۶۷) وغیرہ میں آتی ہے۔اس کی سند عبدالرحمٰن بن محمد محاربی کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(سوال): کیا قبرستان میں جوتے پہن کر چلنا منع ہے؟

(جواب): قبرستان میں جوتا پہننے اور نہ پہننے میں اختلاف ہے۔

❁ سیدنا بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چل رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، تو فرمایا:

''اے سبتی (چمڑے کی ایک قسم) جوتے والے! انہیں اتار دیجئے۔''

تو اس نے جوتے اُتار دیے۔

(سنن أبي داود : 3230، سنن النّسائي : 2048سنن ابن ماجه : 1568، وسندهٗ حسنٌ)

❁ قبرستان میں جوتا پہننا بھی ثابت ہے۔

(صحيح البخاري : 1378، صحيح مسلم : 782)

تمام دلائل میں تطبیق یہ معلوم ہوتی ہے کہ جوتے پہن کر قبروں کے درمیان چلنا مناسب نہیں، قبروں کے مابین چلنے والا ممکن ہے کہ قبروں کو پھلانگ دے اور قبروں کو پھلانگنا اہل قبور کے احترام و اکرام کے منافی ہے۔ اس لیے قبروں کے مابین جوتے پہن کر چلنے سے منع کر دیا گیا۔

البتہ ضرورت کے تحت جوتا پہن کر قبروں کے درمیان چلنا جائز ہے۔

اگر قبرستان میں راستے بنے ہوں یا قبرستان کی اطراف میں چلنا ہو، تو جوتا پہن کر چلنا بلا کراہت جائز ہے۔

جوتے میں چلنے کی ممانعت صرف قبروں کے مابین چلنے کے ساتھ خاص ہے۔ یہ ممانعت تحریمی نہیں، تنزیہی ہے، اس میں اہل قبور کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

(سوال): داڑھی چڑھانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز نہیں۔ یہ داڑھی کو گرہ یا گانٹھ لگانے کی طرح ہے۔ یہ جاہلی رسومات میں سے ہے۔ ایسا تکبر و تجبر کی وجہ سے کیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس سے منع کر دیا۔ یہ اللہ کی تخلیق میں بگاڑ ہے۔ داڑھی کو کنگی کرنا مسنون و مشروع ہے۔

❁ رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

''جس نے اپنی ڈاڑھی کو گرہ لگائی، یا (نظر بد سے بچنے کے لیے) جانور کی گردن میں تاند کا حلقہ ڈالا، یا لید یا ہڈی سے استنجا کیا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہے۔''

(سنن أبي داود : 36، سنن النّسائي : 5667، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): سودخوری پر کیا وعید ہے؟

(جواب): سودخوری ہلاکت خیزی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ گناہ کبیرہ اور مہلک ہے۔ اللہ تعالیٰ سود کے مال سے برکت ختم کر دیتا ہے۔

❁ سودخوری اللہ و رسول کے ساتھ جنگ ہے۔ (سورت بقرہ: ۲۷۹)

❁ سودخور روز قیامت خبطی اور مجنون ہوں گے۔ (سورت بقرہ: ۲۷۵)

❁ سودخور کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ (سورت بقرہ: ۲۷۵)

❁ نبی کریم ﷺ کو سودخور خون کی نہر میں عذاب دیے دکھائی دیے۔

(صحيح البخاري : 1386)

سود لینا، لینا، اس پر گواہ بننا، اس کی کتابت کرنا یا کسی لحاظ سے اس میں تعاون کرنا حرام، ناجائز اور موجب لعنت ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، دینے والے، لکھنے والے اور اس پر گواہ بننے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور فرمایا: یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔''

(صحيح مسلم : 1598)

(سوال): بال سیاہ رکھنے کے لیے ادویات استعمال کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔ یہ طریقہ علاج ہے۔

(سوال): امام خطبہ دے رہا ہے، بعد میں آنے والا کیا کرے؟

(جواب): خطبہ کے دوران آنے والا دو رکعت پڑھ کر ہی بیٹھے۔ دلائل درج ذیل ہیں:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

’’رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آ کر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سلیک! کھڑے ہو کر دو مختصر رکعت ادا کیجیے۔ پھر فرمایا: جمعہ کے دن خطبہ کے دوران آنے والا دو مختصر رکعت پڑھ کر بیٹھے۔‘‘

(صحيح البخاري : 1166؛ صحيح مسلم : 875، واللّفظ لهٗ)

❁ عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

’’سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کو مسجد میں داخل ہوئے، مروان بن حکم رحمہ اللہ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے لگے۔ سپاہی آپ کو بٹھانے کے لئے آئے، لیکن آپ نے انکار کر دیا اور نماز پڑھتے رہے۔ فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! سپاہی آپ کو نقصان بھی پہنچا سکتے تھے۔ فرمایا: میں ان دو رکعتوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا کہ خطبہ کے دوران ایک آدمی پراگندہ حالت میں داخل ہوا، تو نبی کریم ﷺ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ جو اس نے دوران خطبہ ہی ادا کیں۔‘‘

(سنن التّرمذي : 511؛ مسند الحميدي : 2/326-327، السنن الكبرٰى للبَيهقي : 3/194؛ الأوسط لابن المنذر : 1843، سنن الدارمي : 1593، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ’’حسن صحیح‘‘ جب کہ امام ابن خزیمہ (۱۸۳۰) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (۲۵۰۵) نے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❁ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

’’سیدنا سلیک رضی اللہ عنہ دو رکعتوں سے فارغ ہوئے، تو نبی کریم ﷺ قیامت تک آنے والے ہر شخص کو حکم دیا کہ دوران خطبہ اگر مسجد میں آئیں تو دو رکعت نماز ادا کریں۔ کسی عالم کے لئے یہ تاویل کرنا جائز نہیں کہ یہ حکم سیدنا سلیک رضی اللہ عنہ

کے لئے خاص تھا، کیونکہ وہ خطبہ کے دوران پراگندہ حالت میں داخل ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ کے حکم میں عموم ہے کہ جو بھی دوران خطبہ مسجد میں داخل ہو، دو رکعت پڑھے۔ آپ نے یہ حکم اس وقت دیا جب سلیک رضی اللہ عنہ دو رکعت پڑھ چکے تھے۔ نیز اس فرمان کو نبی کریم ﷺ سے بیان کرنے والے صحابی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ قسم اُٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے بعد میں یہ دو رکعت نہیں چھوڑ سکتا۔ لہٰذا انہیں سلیک رضی اللہ عنہ یا پراگندہ حال شخص کے ساتھ خاص کرنے والا احادیث نبویہ ﷺ کا صریح مخالف ہے، کیونکہ فرمان نبوی: ''دوران خطبہ آنے والا دو رکعت ادا کرے'' سے صرف ایک شخص مراد لینا اور دوسرے کو خارج کرنا محال ہے، اہل عرب کے ہاں ایک آدمی کے لیے ان الفاظ کا استعمال ممکن نہیں۔ میں نے ان احادیث کی مختلف سندیں کتاب الجمعہ میں جمع کردی ہیں۔''

(صحیح ابن خزیمة : 167/3، 168، تحت الحدیث : 1835)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

''یہ ایسی نص ہے، جس میں تاویل ممکن نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی عالم کو یہ روایت پہنچ جائے اور وہ اسے صحیح سمجھتا ہو، پھر بھی اس کی مخالفت کرے۔''

(شرح مسلم :287/1)

سوال: کیا وبائی علاقے سے باہر نکلنا جائز ہے؟

جواب: جس علاقے میں وبا پھیل چکی ہو، وہاں پر موجود لوگوں کے لیے علاقہ سے باہر جانا جائز نہیں، اسی طرح باہر کے لوگوں کے لیے وبائی علاقے میں داخل ہونا جائز نہیں۔

البتہ کسی طبی ضرورت کے تحت آیا، جایا جاسکتا ہے۔

❁ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تمہیں کسی جگہ کوڑھ کے مرض کا علم ہو، تو وہاں مت جاؤ اور اگر تمہارے علاقے میں کوڑھ کا مرض نازل ہو، تو وہاں سے بھاگ کر مت جاؤ۔''

(صحيح البخاري : 5729، صحيح مسلم : 2219)

سوال: حدیث : ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں زور سے چھینکنے کو ناپسند کرتے تھے۔'' بلحاظ سند کیسی ہے؟

جواب: یہ روایت الکامل لابن عدی (۱۱۴/۹) السنن الکبری للبیہقی (۳۵۸۱) وغیرہ میں آتی ہے۔اس کی سند ضعیف ہے۔

① یحیٰی بن یزید بن عبدالملک نوفلی ''ضعیف'' ہے۔

(الكامل لابن عدي : 146/9)

② یزید بن عبدالملک نوفلی بھی ضعیف ہے۔

(الكامل لابن عدي : 146/9)

③ داود بن فراہیج جمہور ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

سوال: کیا پیتل بتوں کا زیور ہے؟

جواب: پیتل کی انگوٹھی یا زیور پہننا جائز ہے۔ممانعت پر کوئی صحیح حدیث نہیں۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا، اس نے پیتل کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے آپ سے بتوں کی بدبو کیوں آرہی ہے؟ اس نے انگوٹھی پھینک دی۔ پھر آیا اور لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، فرمایا: میں

آپ کو جہنمیوں کا زیور پہنے دیکھ رہا ہوں، اس نے وہ بھی دے پھینکی اور عرض گزار ہوا: اللہ کے رسول! کون سی انگوٹھی پہنوں؟ فرمایا: چاندی کی، یادر ہے کہ انگوٹھی میں ایک مثقال (وزن) سے زائد چاندی استعمال نہیں کرنی۔''

(سنن أبي داود : 4223، السّنن الکبریٰ للنّسائي : 9442، سنن التّرمذي : 1888)

اس کی سند''ضعیف'' ہے۔عبداللہ بن مسلم مروزی ابوطیب کی عدالت ثابت نہیں ہے۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس کی حدیث لکھی جائے گی،قابل حجت نہیں ہے۔''

(الجرح والتّعدیل لابن أبي حاتم : 165/5)

امام ابن حبان''الثقات''(۷/ ۴۹) میں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت کو''منکر'' کہا ہے۔

(سوال): انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنی چاہیے؟

(جواب): انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہنی جاسکتی ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے،جس میں حبشی (پتھر کا) نگینہ تھا۔نگینے کا رخ ہتھیلی کی جانب کرتے تھے۔''

(صحیح مسلم : 2094)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔''

(سنن أبي داود : 4226، سنن النّسائي : 5203، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور دائیں ہاتھ میں پہنی۔''

(سنن التّرمذي : 1741، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو''حسن صحیح'' کہا ہے۔

❁ تابعی محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے صلت بن عبداللہ بن نوفل بن عبدالمطلب رحمہ اللہ کو دائیں چھنگلی میں انگوٹھی پہنے دیکھا، تو پوچھا: یہ کیا؟ فرمانے لگے: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسا کرتے دیکھا، آپ نگینے کا رخ باہر کو رکھتے تھے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔''

(سنن أبي داود : 4229، سنن التّرمذي : 1742، وسندهٗ حسنٌ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو''حسن'' کہا ہے۔

(سنن التّرمذي : 1742)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 2095)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی والی جانب ہوتا تھا۔''

(سنن أبي داود : 4227، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نافع مولی ابن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔''

(سنن أبي داود : 4228، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوجعفر محمد بن علی باقر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔''

(سنن التّرمذي : 1743، وسندهٗ صحيحٌ)

ان احادیث میں جمع وتطبیق کی صورت یہ بنتی ہے کہ دائیں بائیں دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''اہل علم نے دونوں طرف کی احادیث کو اباحت پر محمول کیا ہے۔''

(التّمهيد : 109/17)

❁ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''دونوں طرح جائز ہے، جونسے ہاتھ میں پہن لے، کوئی حرج نہیں۔''

(الجامع لأخلاق الرّاوي وآداب السّامع :387/1)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

''فقہا کا دائیں و بائیں ہر دو ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے جواز پر اجماع ہے، کسی ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی کراہت نہیں۔''

(شرح صحيح مسلم : 72/14)

سوال: انگوٹھی میں اپنا نام کندہ کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: انگوٹھی کے نگینہ میں کلمہ طیبہ کندہ کرانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ اس صورت میں بیت الخلا میں جاتے وقت انگوٹھی اتار لے۔

سوال: اللہ صاحب کہنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ سفر کی دعا والی حدیث میں اللہ تعالیٰ کو "الصاحب" کہا گیا ہے۔
(صحيح مسلم : 1342)

سوال: جس درخت کو نجس پانی لگتا ہو، اس کا پھل کھانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ نجاست تحلیل ہو جاتی ہے۔

سوال: جس گائے کو چوری کا چارہ ڈالا جائے، اس کا دودھ پینا کیسا ہے؟

جواب: اگرچہ چوری کرنا حرام ہے، مگر اس سے دودھ حرام نہ ہوگا۔

سوال: جس کی کمائی حرام ہے، اس کو کوئی چیز فروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔ بیچنے والا اپنی چیز کی قیمت لے رہا ہے۔ وہ قیمت اس کے لیے حلال ہے۔

سوال: حرام خور کو مکان کرایہ پر دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا علاج کرانا سنت ہے؟

جواب: جی ہاں، علاج کرانا سنت ہے۔ (بخاری: ۵۶۸۳، مسلم: ۲۲۰۵)

سوال: انگریزی دوائیاں استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: بہتر ہے کہ متبادل تلاش کیا جائے، ورنہ جائز ہے۔

سوال: کیا اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائے گا؟

جواب: ثابت نہیں۔ جنت صرف جن وانس کے لیے ہے۔

سوال: سبز جوتا پہننا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

(سوال): کیا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی شکل نبی کریم ﷺ سے ملتی تھی؟

(جواب): اس بارے میں کچھ ثابت نہیں۔

(سوال): کیا عشق جنت کا باعث ہے؟

(جواب): سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے عشق کیا، تو اسے دل ہی دل میں چھپایا، پاکدامنی اختیار کی اور صبر کیا، اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما کر جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے۔''

(الطيوريات: 147/1، تاريخ بغداد للخطيب: 156/5، العلل لابن الجوزي: 286/2)

روایت سخت ضعیف ہے۔

① ابو یحییٰ قتات جمہور ائمہ کے نزدیک ضعیف ہے۔

② سوید بن سعید ہروی ضعیف، مدلس اور تلقین قبول کرنے والا راوی ہے۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(العلل المتناهية: 286/2)

اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے، جس میں ابن ابی نجیح مدلس ہیں۔

❀ نیز اس سند کے متعلق علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ روایت ابن ماجشون پر جھوٹ ہے، انہوں نے یہ روایت بیان نہیں کی اور نہ ہی زبیر بن بکار نے ان سے روایت کی ہے، بلکہ یہ کسی جھوٹے راوی نے (ابن ماجشون پر) تھوپ دی ہے۔''

(الدّاء والدواء، ص 570)

(سوال): نماز کے سجدہ میں سجدہ شکر کی نیت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): کوئی حرج نہیں۔

(سوال): جس ریاست میں حدود قائم نہیں، وہاں کسی نے زنا کر لیا، کیا توبہ سے گناہ معاف ہو جائے گا؟

(جواب): توبہ کرے، باقی معاملہ اللہ کے سپرد کر دے۔

(سوال): کیا امامت نبوت سے افضل ہے؟

(جواب): یہ روافض کا نظریہ ہے۔ جو کفر محض ہے۔

❁ علامہ ابو الحسن علی بن یحییٰ زندویستی حنفی (۳۸۲ھ) لکھتے ہیں:

''امت کا اجماع ہے کہ مخلوق میں سب سے افضل انبیائے کرام ہیں اور ہمارے نبی (محمد ﷺ) انبیا میں سب سے افضل ہیں۔''

(البحر الرّائق لابن نُجيم :1/353، حاشية الطّحطاوي :1/184، فتاویٰ شامی:1/527)

❁ علامہ عبد القاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

''اکثر امت کے ساتھ ساتھ ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ ہر نبی، ہر غیر نبی ولی سے افضل ہے، جبکہ غالی روافض کا خیال ہے کہ (ان کے) ائمہ، انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔''

(أُصول الدِّين، ص 298)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

''ہم قطعی طور پر ان غالی روافض کی تکفیر کرتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ (ان کے بارہ) ائمہ، انبیائے کرام سے افضل ہیں۔''

(الشِّفا بتعريف حقوق المصطفٰى، ص 290)

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ انبیائے کرام مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔''

(مِنهاج السُّنّة : 417/2)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

''بلاشبہ نبوت سب سے اعلیٰ منصب ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔''

(تفسير ابن كثير :222/1)

(سوال): امام ضامن باندھنا کیسا ہے؟

(جواب): ناجائز و حرام ہے۔ یہ روافض کا شیوہ ہے۔

(سوال): آنکھ سے پانی نکل آیا، وضو کا کیا حکم ہے؟

(جواب): آنکھ، منہ یا ناک وغیرہ سے پانی نکل آئے، تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

(سوال): بزرگوں کے عرس کرانا کیسا ہے؟

(جواب): قبروں پر عرس اور میلوں کا انعقاد بدعت، حرام اور ناجائز ہے، یہ دراصل ہندوؤں کی نقالی ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صریح نافرمانی، سلف صالحین کی مخالفت، حدودِ شرع سے تجاوز اور انہدامِ اسلام ہے۔ عقیدہ و عمل کی بہت سی خرابیاں اسی سے وابستہ ہیں۔ یہ قریب بہ شرک یا بے شمار بدعات و خرافات کا موجب ضرور ہے۔ اس سے مشرکانہ عقائد و اعمال پروان چڑھتے ہیں۔ اس فعلِ بد کو سند جواز دینا درحقیقت احکامِ شریعت کی کھلم کھلا توہین ہے۔

عرسوں اور میلوں کا اصل سبب جہالت اور غلو ہے۔ اس لیے یہ قبر کے متعلق فتنوں میں بڑا فتنہ ہے۔ شرک کے قلع قمع کے لیے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ یہ وقت اور قیمتی مال کا ضیاع ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نماز میں امامت کراتے وقت پیچھے بھی دیکھ سکتے تھے؟

جواب: جی ہاں، یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ نماز کی حالت میں پیٹھ پیچھے بھی دیکھتے تھے۔ (بخاری: ۴۱۸، مسلم: ۴۲۴)

سوال: حدیث: ''جمعہ کے دن اللہ کے ہاں سب سے افضل عمل نماز فجر باجماعت ادا کرنا ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: یہ روایت شعب الایمان للبیہقی (۳۰۴۵) اور حلیۃ الاولیاء لابی نعیم (۷/ ۲۰۷) میں آتی ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔

سوال: کیا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں؟

جواب: جی ہاں، عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں، قرب قیامت نزول فرمائیں گے، قرآن، حدیث، اجماع امت اس پر دلیل ہیں۔